

تحریک آزادی نسوان اور مصر

جمیلہ شوکت

اسلام نے عورت کو جو رفعت عطا کی ہے اس کی نظیر دنیا کی قدیم و جدید تہذیبیں پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ مسلمانوں کے دور عروج میں طبقہ اناث کو اس کے جائز حقوق دئے گئے اور معاشرہ میں اس طبقہ کی اہمیت و حیثیت کو تسلیم کیا گیا۔ لیکن جب مسلمانوں پر فکری و علمی ادبار چھایا اور دین سے ان کا تعلق محض واجبی سا رہ گیا تو اسلامی معاشرہ میں بے شمار برائیوں اور خرابیوں نے جنم لیا۔ اس فکری انحطاط کا اثر طبقہ نسوان پر بھی پڑا۔ دوسری طرف اقوام یورپ ترقی کی منازل بڑی سرعت سے طے کر رہی تھیں۔ شاید یہی وجہ تھی کہ استعماری طاقتوں نے مسلمانوں کو زک پہنچانے کے لئے اس صورت حال سے بھرپور فائدہ اٹھایا اور مسلم ممالک میں اثر و نفوذ بڑھانے کی خاطر مختلف حیلے بہانوں سے سیاسی، معاشی فکری و ثقافتی فتوحات حاصل کیں۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کے بیشتر علاقے اہل یورپ کے قبضے میں چلے گئے تھے جس کا منطقی نتیجہ یہ نکلا کہ مغربی افکار و تصورات نے اسلامی معاشرہ میں راہ پائی۔ مغرب کے جدید تصورات سے آزادی نسوان کا جدید تصور بھی مسلم ممالک میں آیا۔ ترکی سب سے پہلے تجدد کے راستے پر گامزن ہوا اور پھر آہستہ آہستہ دوسرے مسلم ممالک بھی تجدد کے اس طوفان میں بہہ گئے۔

مصر اپنے جغرافیائی محل وقوع اور بعض دوسرے وجوہ و اسباب کی بنا پر تجدد کے اس سیلاب سے بہت زیادہ متاثر ہوا۔ حتیٰ کہ بعض اہل فکر نے یہاں تک کہہ دیا کہ ”مصر کو مشرق کا ایک حصہ اور مصری فکر کو ہندوستان

یا چین کی طرح مشرقی فکر کہنا نادانی ہے، (۱)۔ ایک اور مصری مفکر جو مغربیت سے بہت زیادہ مرعوب ہے کہتا سناٹی دیتا ہے ”أنا كافر بالشرق و مؤمن بالغرب“، (۲)۔ مصر میں آزادی نسواں کے تصور کی خوب پذیرائی ہوئی۔ اور عورت کی آزادی اور اس کے حقوق کی حفاظت کے لئے ملک کے مختلف گوشوں سے آوازیں بلند ہوئیں۔ مصر کا وہ طبقہ جو مغرب کی مادی ترقیوں اور اس کی ظاہری چمک دسک سے مرعوب تھا یہ سمجھنے لگا کہ معاشرہ صرف اسی صورت میں صحیح خطوط پر چل سکتا ہے کہ مصری عورت یورپی عورت کے ہم پلہ بنے اور اسے بھی وہی حقوق حاصل ہوں جو مردوں کو حاصل ہیں۔ مصری معاشرہ میں ان بے باکانہ افکار و خیالات کا رد عمل ہوا اور مسلمانوں میں سے ایک دوسرے فریق نے عورت کی بے لگام آزادی کو ناپسند کیا اور ایسی کوششوں کو الحاد اور لادینیت کا نتیجہ قرار دیا۔ ان دونوں نظریات کے حامل اہل علم حضرات نے اپنے اپنے خیالات کے اظہار کے لئے کتب تالیف کیں اور دینی ادبی اور علمی رسائل میں بھی یہ بحث ہوتی رہی۔

۱۷۹۸ء میں جب نپولین مصر پر حملہ آور ہوا اس وقت مصر کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ غربت و افلاس اور جہالت کا دور دورہ تھا۔ علمی اعتبار سے نپولین کا یہ حملہ اہل مصر کے لئے فال نیک سمجھا گیا۔ جیسا کہ محمد رفعت کہتے ہیں بأن حملة نابليون على مصر كانت علمية اكثر منها هربية (۳)۔ نپولین کی مختصر مدت اقامت سے مصر کا روشن خیال طبقہ بہت زیادہ متاثر ہوا اور اس کے اندر اپنے حقوق کی بازیابی کا جذبہ پیدا ہوا۔ جب محمد علی (۴) ۱۸۰۰ء میں برسر اقتدار آیا تو اس نے زندگی کے مختلف شعبوں کو مغربی طرز پر منظم کیا اس نے غیر ملکی ماہرین کی خدمات حاصل کیں جس سے مغربی اثرات مصر میں شدت کے ساتھ داخل ہوئے۔ محمد علی نے عورتوں کے حقوق کی طرف بھی توجہ دی اور دیگر معاشرتی اصلاحات کیں۔ اس کے بعد رفاعه الطهطاوى (۵)

نے عورتوں کی تعلیم کے لئے آواز بلند کی لیکن محمد علی اور رفاعة کی کوششیں زیادہ بار آور نہ ہو سکیں۔

۱۸۵۶ء میں عیسائی مبلغین نے مصر میں لڑکیوں کا پہلا اسکول قائم کیا (۶)۔ اس کے بعد محمد علی کے پوتے اسماعیل نے ۱۸۷۳ء میں لڑکیوں کا پہلا سرکاری اسکول قائم کیا (۷) اور دیگر معاشرتی اصلاحات کیں۔ مصری عوام اب جدید تعلیم سے مانوس ہو چکے تھے لہذا ان اقدامات پر ان کی طرف سے کچھ زیادہ مخالفت نہ ہوئی۔ پروفیسر گب کہتے ہیں :-

Slowly, grudgingly and at times unconsciously the conservative opposition was forced to yield point by point, and each fresh advantage gained spurred the reformers to further efforts. It is significant that a movement for social reforms crystallized out, and that around this problem of women's freedom. (۸)

۱۹ ویں صدی کے نصف آخر میں یہ تحریک مصری مصلحین نے آگے بڑھائی۔ سید جمال الدین افغانی (۹) نے جو عالم اسلام کے اتحاد اور ان کی خوش حالی و ترقی کے بہت بڑے داعی تھے عورتوں کے حقوق کی طرف بھی توجہ دی۔ اور اس گروہ کی مخالفت کی جو اسلام پر عہد حاضر کے تقاضوں کو پورا نہ کرنے کا الزام لگاتا تھا۔ انہوں نے تقریر و تحریر سے یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی کہ اسلام بدلتے ہوئے حالات اور تقاضوں کا ساتھ دینے کی اہلیت رکھتا ہے۔ ساتھ ہی انہوں نے مسلمانوں کے جذبہ غیرت و خود داری کو بھی بیدار کیا اور کہا کہ وہ غیر ملکی استعمار کے پنجوں سے آزاد ہوں۔ سید جمال الدین کے بعد ان کے عظیم شاگرد محمد عبده (۱۰) نے ان کے اصلاحی پروگرام کو جاری رکھا اور مسلمانوں کو تحصیل علم کے لئے رغبت دلائی اور کہا کہ ان کی پستی اور اغیار کی بالادستی کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ ہم علم سے دست بردار ہو گئے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کے بغیر ہم ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتے۔ لہذا ضروری ہے کہ

عورتوں کی تعلیم و تربیت پر پوری توجہ دی جائے اور ان کے حقوق کا احترام کیا جائے وہ فرماتے ہیں: وظیفتهن الطبيعية هي التربية ولا التعليم فيجب ان تكون التربية هي المقصود لهن بالذات من المدارس و ان يكون التعليم ممددا لها و مساعدا عليها (۱۱)۔ محمد عبده کے بعد ان کے شاگرد رشید رضا (۱۲) نے اپنی زبان و قلم کو اصلاح احوال کے لئے وقف کر دیا۔ سید رشید رضا نے عورتوں کی تعلیم و تربیت پر بہت زور دیا۔ وہ کہتے ہیں ان التربية والتعليم متلازمان بمعنى ان الثانی لازم للاول لا يتم الا به بل هو جزء منه (۱۳)۔ . . . سید رشید رضا نے عورتوں کے حقوق کے لئے آواز بلند کی اور ان کی تعلیم و تدریس کا خاص اہتمام کیا تاکہ یہ طبقہ معاشرہ میں اپنا جائز مقام حاصل کر سکے۔

رشید رضا کے بعد آزادی نسوان کی تحریک کی باگ ڈور محمد عبده کے مکتب فکر کے ایک انقلابی شخص قاسم اسین (۱۴) کے ہاتھ میں آئی۔ قاسم اسین نے عورت کے حقوق کی بازیابی اور اس کی آزادی کے حصول کے لئے منظم تحریک کی بنیاد ڈالی جیسا کہ عبدالفتاح عباده کہتے ہیں: فلم تبزغ شمس النهضة النسائية عندنا الا في اواخر القرن الماضي۔ في ذلك الحين ادركت المرأة المتعلمة كما ادرك الرجل ان لها حقوقا ضائعة وانه من الواجب ان تفتح لها ابواب التقدم (۱۵)۔

فرانس کا فارغ التحصیل یہ شخص اسلامی اقدار اور روایات سے بیزار نظر آتا ہے وہ مصری عورت کو یورپی عورت کے رنگ میں رنگنا چاہتا ہے۔ اس نے اپنے خیالات کا اظہار اپنی دو کتابوں ”تحریر المرأة“ اور ”المرأة الجديدة“ میں کیا ہے اس نے اپنے موقف کی حمایت میں مصری رائے عامہ کو ہموار کیا۔ ”تحریر المرأة“ میں اس نے چار مسائل، حجاب، زندگی کے جملہ معاملات میں عورت کی شرکت، تعدد ازواج اور طلاق پر طبع آزمائی کی ہے۔ اور اپنے مسلک کو اسلام کا مسلک ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔

حجاب کے ضمن میں اس کا قول ہے کہ قرآن حکیم میں وارد حجاب کا حکم صرف ازواجِ مطہرات رض کے لئے تھا (۱۶)۔ اس کے خیال میں پردہ مسلمانوں نے دوسری اقوام کے اختلاط سے اختیار کیا تھا جسے بعد میں دین سمجھ لیا گیا۔ (۱۷) وہ پردہ کو صحت کے لئے مضر کہتا ہے۔ اسی طرح تعدادِ ازواج کا بھی مخالف ہے اور اس نے اس معاملے میں اعدائے دین کا سا موقف اختیار کیا ہے۔ طلاق کے معاملے میں کہتا ہے کہ عورت کو بھی حق طلاق ملنا چاہئے۔

”المرأة الجديدة“، میں اس نے تمام مسلمات و عقائد کا انکار کر دیا خواہ وہ دین کے ذریعے انسان کو سلے ہوں یا کسی اور ذریعے سے۔ اس نے علمی استدلال کی آڑ میں عورت کو اباحت، دینی قیود سے آزادی اور معاشرہ کی تمام روایات و آداب کے خلاف بغاوت پر اکسایا اور دل کھول کر مغرب کی تقلید کی دعوت دی۔ اس نے یہاں تک کہا کہ مسلمانوں کے انحطاط کا اصل سبب شرعی احکام کی پابندی کی وجہ سے ہے۔ ماضی پر فخر کو ذلت و عبودیت اور بے چارگی سے تعبیر کرتا ہے۔ کہتا ہے ان اعجابنا الشدید بالماضی ہو نتیجہ لشعورنا بالضعف والعجز (۱۸)۔ لہذا اس مرض کا علاج فوری طور پر ہونا چاہئے هذا هو الداء الذی یلزم ان تبادر الی علاجه و لیس له دواء الا اننا نربی اولادنا علی ان یعرفوا شئون المدنیة الغربیة ویقفوا علی اصولها و فروعها و آثارها۔ (۱۹)

اس قسم کی کتابوں کے منظر عام پر آنے کے بعد علمی و دینی حلقوں میں ایک طوفان کھڑا ہو گیا۔ اس کی مخالفت اور حمایت میں بے شمار مضامین اور بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ مؤیدین میں لطفی السید (۲۰) کا نام سر فہرست ہے۔ لطفی السید نے قاسم امین کے خیالات کی تائید کی اور عورت کی بے باک آزادی کا پرچار کیا۔ ابھی قاسم امین کی کتابوں کے بارے میں بحث جاری تھی کہ ملک حفنی ناصف (۲۱) نے حقوق نسوان کی حمایت میں تحریر و تقریر کا آغاز کر دیا۔ اور قاسم امین کی تحریک کو آگے بڑھایا۔ ان کے مضامین کے مجموعے

”النسائیات“، کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے نظریات میں قاسم کی طرح متشدد نہیں۔ انہوں نے عورت کی تعلیم و تربیت اور جائز آزادی کے لئے بڑا کام کیا لیکن وہ اپنے بعض نظریات میں بڑی معتدل رہیں (۲۲)۔ وہ حجاب کو (۲۳) پسند کرتی ہیں۔ آزادانہ اختلاط اور رقص و سرود کی محفلوں کے بھی حق میں نہیں (۲۴)۔ ۱۹۱۱ء میں ملک حفنی ناصف نے عورتوں کی طرف سے مجلس مقننہ میں دس مطالبات پیش کئے جس میں کہا گیا کہ عورتوں کو مردوں کے مساوی تعلیمی سہولتیں سمیٹا کی جائیں نیز طلاق و نکاح کے قوانین میں بھی ضروری اصلاحات کی جائیں۔ اگرچہ ان کی یہ تجاویز اس وقت مسترد کر دی گئیں لیکن انہوں نے اس ضمن میں اپنی نساعی کو جاری رکھا اور ان تجاویز کو بعد میں آنے والوں نے بنیاد بنایا۔ سلاسلہ موسیٰ نے عورت کی آزادی کا نعرہ بلند کیا۔ وہ مصری عورت کو یورپی عورت کی طرح نام نہاد آزادی کی نعمت سے مالا مال دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ ایسی تعلیم کا حامی ہے جس میں دین کا عنصر شامل نہ ہو۔ کہتا ہے: ارید من التعلیم ان یکون تعلیم اوریا لا سلطان للدين عليه ولا دخول له فيه (۲۵)۔ قاسم امین کی طرح وہ بھی حجاب کا مخالف ہے کہتا ہے کہ حجاب سے آنے والی نسلوں پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ وہ کہتا ہے لم تنكب امة في العالم سانكبنا به من حجاب المرأة. فقد تنزل حجاب المرأة من مستوى الانسان الى حضيض الحيوان أجل و حيوان المغاور الذي يعيش في الظلام مع ذلك (۲۶)۔

باحثة البادية (ملك حفنی ناصف) کے بعد تحریک نسوان کی باگ ڈور ایک انقلابی عورت مدام ہدی شعراوی (۲۷) کے ہاتھ میں آئی۔ اس کے والد اور شوہر حکومت کے اعلیٰ مناصب پر فائز تھے جس کی وجہ سے ہر طبقے تک اسے رسائی ہوئی۔ مدام ۱۹۲۳ء میں جب روم میں خواتین کی عالمی کانگریس میں شرکت کے لئے گئی تو اس نے اور دوسری ساتھی خواتین نے نقاب کے استعمال کو ترک کر دیا (۲۸)۔

سوری خواتین کی کثیر تعداد نے اس کے پیروی کی۔ مصر میں اگرچہ پردہ ختم ہونے کے بارے میں بڑی دیر سے بحث چھڑی ہوئی تھی لیکن ان تجدید پسندوں کی کوششیں بار آور نہیں ہوتی تھیں۔ سادام کی اس جرات سے عورتوں میں بے باکی آگئی اور رفتہ رفتہ پردہ ختم ہوتا گیا۔

ڈاکٹر منیر قاضی نے قاسم امین کی طرح آیات قرآنی کی تاویل کی۔ اس نے آیت یاہیا النبیؑ اذا جاءك المؤمنات یتابعنک (۲۹) سے استدلال کیا کہ عورت بھی مرد کی طرح سیاست میں حصہ لینے کی اہل ہے نیز مردوں کی طرح وہ بھی حاکم وقت کی بیعت کر سکتی ہے (۳۰)۔

عقیلہ احمد حسین اپنے مضمون میں پردہ، طلاق وغیرہ کے بارے میں اپنے پیشروں کی ہمنوا نظر آتی ہیں ان کا کہنا ہے کہ حق طلاق مرد کو تفویض کرنا عورت پر ظلم اور زیادتی ہے۔ کہتی ہیں: ان الحق المطلق للرجل فی ان یطلق امرأته هذا الحق الذی یتدو غیر عادل بالنسبة الی المرأة (۳۰) نیز وہ کہتی ہیں کہ آغاز اسلام میں پردہ کا رواج نہیں تھا یہ دوسری تمہذیبوں کے اختلاط سے مسلمانوں میں آیا۔ (۳۱) وہ کہتی ہیں کہ اب زمانے کے حالات بدل چکے ہیں لہذا پردہ باقی رہنے کا کوئی جواز نہیں و لما ألقى الرق، وتغیرت قیم العالم، لم یعد للنقاب سبب للوجود (۳۲)۔ اہل فکر و علم نے عورتوں کی آزادی کا مقالات میں پرچار کیا اور پھر شعراء بھی اس میدان میں پیچھے نہ رہے۔ جمیل زہاوی نے سفور کی کہلم کہلا دعوت دی اور پردہ ختم کردینے پر اکسایا۔ کہتا ہے:

سزفی یا ابنة العراق الحجابا واسفری فالحیة تبغی انقلابا

وصافی بھی بے باکی اور بے حجابی میں زہاوی کے نقش قدم پر چلا ہے وہ کہتا ہے:

الم ترهم اسوا عیداً لاقیم علی الذل شباوا فی حجور اسماء

لقد غمطوا حق النساء فشدوا عليهن في حبس و طول ثواء (۳۴)

مصر میں آزادی نسوان کی تحریک آگے بڑھتی رہی - عورت کو تعلیم حاصل کرنے کے مواقع مردوں کے برابر دئے گئے - اسی طرح مردوں کی طرح ہر شعبہ حیات میں ان کے شانہ بشانہ چلنے کا بھی حق تسلیم کر لیا گیا - عقیلہ کہتی ہیں : أصبحت الفتيات الآن يدرسن جنبا الى جنب مع الفتيان في كل جامعة يدخل في ذلك كليات الهندسة والزراعة بعد ان كن ممنوعات من دخول الجامعة آگے کہتی ہیں أما في مصالح الحكومة فان النساء ينا فسن الرجال منافسة ناجحة وقد استطعن ان يصلن الى اعلى المناصب في بعض ادارات و وزارتي المعارف العمومية والشئون الاجتماعية(۳۵)

۱۹۵۲ء کے انقلاب کے بعد مصر کا جو دستور مرتب ہوا اس میں بھی عورت کو مرد کے برابر حقوق دئے گئے - میثاق میں ہے : أن المرأة لابد أن تتساوى بالرجل ولا بد أن تسقط بقايا الاغلال التي تعوق حركتها الحرية، حتى تستطيع ان تعمق تشارك و ايجابية في صنع الحياة(۳۶) -

اس وقت عورتوں کی بہت سی تنظیمیں مصر میں مصروف عمل ہیں - آج کی مصری عورت بڑے بڑے مناصب پر متمکن ہے - چند سال قبل قدیم دینی ادارہ الازھر میں بھی ایک خاتون مدرسہ کی تقرری عمل میں آئی ہے - (۳۷)

مصری معاشرہ میں اگر ان تجدد پسندوں کی آراء کو ایک طبقہ نے پسند اور قبول کیا تو دوسرے طبقہ نے اس نام نہاد آزادی کی مخالفت کی اور اسے دین اسلام اور عورت کی فطری صلاحیتوں کے خلاف ایک بغاوت قرار دیا - اس طبقہ کے اہل علم حضرات نے قاسم امین اور ان کے متبعین کی آراء کی سخت مخالفت کی - جریدة اللواء اور المؤید میں بے شمار مقالات ان کی مخالفت میں شائع ہوئے نیز ایسی مستقل کتب بھی تالیف ہوئیں جن میں عورت کے مقام اور اسلام نے اسے جو حقوق عطا کئے ہیں اس پر اظہار خیال کیا گیا اور دلائل سے بتایا گیا

کہ پردہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہیں۔ ان اہل علم حضرات نے یہ بات واضح کر دی کہ مرد و زن کی مساوات کا یہ نعرہ محض ڈھونگ اور عورت کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے۔ یہ گروہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کا تو قائل ہے لیکن مغربی تصور آزادی کو جوں کا توں قبول کرنے میں متامل نظر آتا ہے۔

مصطفیٰ لطفی المنفلوطی (۳۸) عورت کی تعلیم و تربیت کے حاسی ہیں لیکن وہ یہ پسند نہیں کرتے کہ عورت حیاء و غیرت کے پردے کو تار تار کر دے۔ کہتے ہیں أن تتخلع و تستهتر و تهيم على رأسها في مجتمعات الرجال واندیتهم و تمزق حجاب الصيانة (۳۹)۔ ان کی خواہش ہے ان یهتم الرجل برفعها الى مستواه لیستطیع ان یجد فیها الصدیق الوفی والعشیر الکریم (۴۰)۔

مصر کے شعراء نے بھی متجددین کی بے باک آزادی کی دعوت کو دین و مذہب کے خلاف سازش قرار دیا۔ شاعر نیل حافظ ابراہیم اور سلی شاعر شوقی تجدد پسند ہونے کے باوجود عورت کو کھلی آزادی دینے کے حق میں نہیں، شوقی کہتے ہیں:

بالرغم منی ما تعالج فی النحاس المقفل

حربی عليك هوی وما یحرز ثمینا بیخ (۴۱)

حافظ کہتے ہیں:

انا لا اقول دعوا النساء سوا فرأ بین الرجال یجلن فی الأسواق (۴۲)

عبد الحمین الازری رصافی کی بے پردگی کی دعوت کے جواب میں کہتے ہیں کہ عورت کے مصائب کا علاج سفور میں نہیں اور نہ ہی حجاب اس کی ترقی میں رکاوٹ ہے۔

نص الکتاب علی الحجاب ولم یبح للمسلمین تبرج العذراء
صافی الحجاب سوی حیاء فهل من التهذیب ان یهتکن ستر حیاء (۴۳)

اسی طرح عبدالحلیم مصری بھی اپنے کلام میں یہ حقیقت واضح کرتا ہے کہ حجاب عورت کی ترقی میں رکاوٹ نہیں۔ اسی طرح شاعر محرم قاسم کی تردید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اس بات کا کون ضامن ہے کہ اگر عورت پردہ ترک کر کے گھر سے نکل آئے تو یہ اقدام معاشرہ کے لئے مفید ہوگا وہ کہتے ہیں :

اغرك يا اسماء ما ظن قاسم اقيمي وراء الخدر فالمرء واهم
سلام على الاسلام في الشرق كله اذا ما استبيحت في الخدور الكرائم (۴۴)
اسی طرح جواد الشیبی اور ولی الدین یکن عورت کی تعلیم و تربیت کے تو حاسی ہیں لیکن حدود و قیود سے بے نیاز آزادی کے مخالف ہیں۔

طلعت حرب اپنی کتاب تریبۃ المرأة و الحجاب میں کہتے ہیں کہ ادیان عالم نے تمام معاملات میں مرد و عورت کی مساوات سے انکار کیا ہے وہ کہتا ہے کہ بعض معاملات میں چند طبعی خصائص کی بنا پر مرد کو عورت پر برتری اور فوقیت حاصل ہے۔ گو کہ قدرت نے دونوں کے دائرہ کار جدا اور فرائض مختلف مقرر کئے ہیں لیکن کسی کے فرائض دوسرے سے کمتر نہیں۔ وہ کہتے ہیں: ان للمرأة اعمالا غیر بالرجل لیست باقل اہمیة من اعمالہ ولا بالادنی منها فائدة وہی تستغرق معظم زمن المرأة ان لم تقل کلمہ۔ الرجل یسعی ویكدو یشقی و یشتغل لیحصل علی رزقہ و رزق عیالہ وامرأته ترتب له بیته وتنظف له فرشہ و تجهز له اکلاً و تریب له أولاداً و تلاحظ له خدمة و تحفظ عینه عن المحارم وهو یسکن الیہا۔ (۴۵)

وہ کہتے ہیں کہ اپنی فطری ساخت کی بنا پر عورت مردوں کی طرح مشقت کا کام کرنے سے عاجز ہے لیکن اگر اسے بیرون خانہ ذمہ داریاں سونپ دی جائیں تو اس کے حقیقی فرائض متاثر ہوتے ہیں۔ مغرب میں طلاق کی شرح میں حیرت انگیز اضافہ کا ایک اہم سبب عورت کی آزادی ہے نیز وہ مغربی

سعاشرہ کے فکری انحطاط کا ذکر کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ مغربی مفکرین اس صورت حال سے سخت پریشان ہیں جو عورتوں کو آزادی دے کر انہیں درپیش ہے۔

مشہور عالم دین فرید وجدی عورتوں کی تعلیم کے حاسی ہیں۔ وہ اس بات کو بھی بنظر استحسان دیکھتے ہیں کہ مرد عورتوں سے علم سیکھیں۔ لیکن وہ مردوں کے ساتھ آزادانہ اختلاط کے حق میں نہیں کہتے ہیں: انا مشارکتھا للرجل فی أعماله الخارجیة فان الفطرة المجردة والعلوم العصرية نفسھا تنا فیھا وتری فیھا خطراً عظیماً علی المجتمع (۴۸)۔ آزادانہ اختلاط کے نتائج بتاتے ہوئے کہتے ہیں وکان من اثر هذا الاختلاط ذیوع عادات لاتتنق والحیة الصحالة کانت شرأً مستطیراً علی الزواج المشروع فکثرا لا حذان والخدنات و طمت العلاقات الخائنة بین الجنسین (۴۹)۔ وہ کہتے ہیں کہ عورت کو آزادی دے کر اس کے بدلے میں جوہر عصمت کو چھین لیا گیا ہے اور اسے ایسے امور سونپے گئے جو حقیر و ذلیل ہیں۔ وأسندت لیھا وظائف سبیده لکرامتها النسویة فی المراقص والمقاهی ودور التمثیل و سنیما، وتستر الاباحیون وراء کلمة الفنون الجمیلة فاحدثوا انقلاباً خطیراً فی حیاة المرأة ستجنی الانسانیة شروره اجیالاتویلا (۵۰)۔

عبد الرحمن الجزیری عورت کی تعلیم و تربیت کے حق میں ہیں لیکن تہرج کے خلاف ہیں۔ ان کا قول ہے کہ کسی ملک کی ترقی زیب و زینت سے مشروط نہیں بلکہ ترقی کا مدار علم و عمل اور عمدہ اخلاق پر ہے۔ عورت پر چند پابندیاں خود عورت کے حق میں مفید ہیں، وہ کہتے ہیں فالدین الاسلامی لایرید تنقیص المرأة واهانتها وانما یرید رفعتها والبعد بها عن مصارع السوء و مطاع فاسدی الاخلاق من الرجال۔ (۵۱)

وہ کہتے ہیں کہ بعض طبعی تقاضوں کی وجہ سے شریعت اسلامی نے

مرد کو ناظم اور قوام کا درجہ دیا ہے لیکن اس سے عورت کے مرتبہ میں کسی قسم کی تنقیص نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کے حقوق متاثر ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں و هذا لاينافي ما للنساء من حق ترقية أنفسهن بتعلم العلوم و المعارف و على الآباء أن يأذنوا لبناتهم في تعلم العلم مع المحافظة على العفاف والآداب۔ (۵۲)

یوسف الاجوی سورۃ ”والعصر“ کی تفسیر کرتے ہوئے معاشرہ میں سفور اور برائی کے عواقب و نتائج کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں وان شئت ایہا القاری الکریم وجہۃ أخرى فانظر مسألة السفور والفجور تجدھا تدسی العیون و تذبیب القلوب و قد وصلنا فیہا الی حد الحیوانات بل أشدو أنکی۔ (۵۳)

ڈاکٹر مصطفی السباعی اپنی کتاب ”المرأة بین الفقه و القانون“ میں مختلف تہذیبوں اور معاشروں میں عورت کے مقام کا ذکر کرنے کے بعد اسلام میں عورت کے مقام پر تفصیلی بحث کرتے ہیں۔ وہ سفور اور آزادانہ اختلاط کے سخت مخالف ہیں۔ اختلاط و سفور کی خرابیوں اور تباہ کاریوں کا ذکر کرتے ہوئے مغربی مفکرین کے اقوال بھی اس کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ کل تک اہل مغرب اور مستشرقین اسلام کے تعدد ازواج، مرد کو طلاق کا حق وغیرہ دینے پر اعتراض کرتے تھے لیکن آج سلیم الفطرت ذہن اس میں مضمحل حکمتوں اور خوبیوں کو سمجھ چکے ہیں اور وہ اپنے معاشرہ سے بیزار ہیں جہاں طلاقوں کی کثرت ہے۔ مصطفی السباعی نے مغربی مفکرین کے اقوال کی روشنی میں یہ بات ثابت کی ہے کہ مغربی تہذیب رویہ زوال ہے، اور آج کے پریشان انسان کو راحت و آسائش صرف اور صرف مذہب کی طرف رجوع کرنے سے حاصل ہوسکتی ہے۔

مراجع

القرآن

مطبعہ معارف مصر

طہ حسین

مستقبل الثقافة فی مصر

سلامہ موسیٰ

الہوم و الغد

اسلام اور تحریک تجدد مصر میں	ترجمہ عبدالمجید سالک	مجلس ترقی ادب، لاہور
المرآة الجديدة	قاسم امین	قاہرہ ۱۹۳۶ء
تحریر المرأة	قاسم امین	قاہرہ ۱۸۹۹ء
النسائيات	ملک حفنی ناصف (باحثۃ البادیہ)	
تربیۃ المرأة و الحجاب	محمد طلعت حرب	قاہرہ ۱۸۹۹ء
النظرات	مصطفیٰ لطفی منفلوطی	
الثقافة الاسلامیة	محمد خلف اللہ احمد	مصر ۱۹۰۰ء
مجلة الازهر	۱۳۰۳ھ، ۱۳۰۴ھ، ۱۳۰۵ھ	مصر
فی الادب الحدیث	عمر الدسوقی	بیروت
الاتجاهات الادبیة فی العالم	انیس مقسی	بیروت ۱۹۶۳ء
العربی الحدیث		

حواشی

- (۱) مستقل الثقافہ فی مصر، ص ۳۱
- (۲) الیوم و الغد، ۹
- (۳) فی الادب الحدیث، ۲۲
- (۴) محمد علی جیسے جدید مصر کا بانی کہا جاتا ہے ۱۸۰۵ء سے ۱۸۳۸ء تک مصر کا حکمران رہا۔
- (۵) رفاعہ م ۱۸۷۳ء اس وفد کا سرخیل تھا جو محمد علی نے فرانس حصول علم کے لئے بھیجا۔ فی الادب الحدیث، ۶۹، الاعلام ۳: ۵۵
- (۶) اسلام اور تحریک تجدد مصر میں، ۳۳۹۔
- (۷) الادب العربی المعاصر، شوقی ضیف، ۱۵
- (۸) ایچ۔ آرگب ویدھر اسلام۔ ۶۳
- (۹) سید جمال الدین افغانی م، ۱۸۹۷ء زعماء الاصلاح، ۵۹
- (۱۰) محمد عبده م ۱۹۰۵ء زعماء الاصلاح، ۲۸۰، الاعلام، ۷: ۱۳۱
- (۱۱) مجلة المنار ص ۱۹۳ - ۱۹۵، ۱۳۲۰ء، تاریخ الأستاذ ۲: ۳۷۱

- (۱۲) سید رشید رضا م ۱۹۳۵ء الاعلام، ۶: ۳۶۱
- (۱۳) رشید رضا الامام المجاهد، ۷۵
- (۱۴) قاسم امین م ۱۹۰۸ء الاعلام، ۶: ۱۹
- (۱۵) الاتجاهات الادبية، ص ۲۵۳
- (۱۶) تحرير المرأة، ۷۹: ۸۰
- (۱۷) تحرير المرأة، ۶۹
- (۱۸) المرأة الجديدہ، ۱۸۳
- (۱۹) المرأة الجديدہ، ۱۸۳
- (۲۰) لطفی السید تجدد پسند سياستدان، صحافی، مصری یونیورسٹی کے پہلے ڈائریکٹر۔
- (۲۱) ملك حفنى ناصف م ۱۹۱۸ء الاعلام، ۸: ۲۱۷
- (۲۲) النسائيات ص، ۸
- (۲۳) النسائيات ص، ۲۳-۲۹
- (۲۴) النسائيات، ۱۱۶
- (۲۵) اليوم و الغد ص، ۷
- (۲۶) اليوم و الغد، ۳۰
- (۲۷) مادام ہدی شعراوی م ۱۹۳۷ء الاعلام، ۹: ۷۰
- (۲۸) الثقافة الاسلامیة، ۵۱۵
- (۲۹) الممتحنة: ۱۲
- (۳۰) الثقافة الاسلامیہ، ۱۲۶
- (۳۰) الثقافة الاسلامیہ، ۵۱۹
- (۳۱-۳۲) الثقافة الاسلامیہ ۵۱۷، ۵۱۸
- (۳۳) الثقافة الاسلامیہ ۵۲۱
- (۳۴) تاریخ رفائیل بطلی، ۱: ۷۷-۹۶
- (۳۵) الثقافة الاسلامیہ، ۵۲۱ زعماء الاصلاح، ۳۳۵ پر آزادی نسوان کے مختلف مراحل کا ذکر ہے۔
- (۳۶) الميثاق الوطني ۸۷ طابع مصلحة الاستعلامات۔
- (۳۷) پاکستان ٹائمز ۸ جولائی ۱۹۷۵ء
- (۳۸) مصطفی لطفی منغلوطی م ۱۹۲۴ء انشاء و ادب کے امام۔ الاعلام، ۸: ۱۴۲
- (۳۹-۴۰) النظرات، ۲: ۳۳-۳۷، ۳: ۸۱
- (۴۱) الاتجاهات الادبيہ فی العالم العربی الحديث ۲۶۳
- (۴۲) الاتجاهات الادبيہ، ۲۶۵
- (۴۳) تاریخ رفائیل بطلی ۲: ۵۱-۵۶

- (٣٣) ديوان محرم ٢: ٦٣-٦٥
- (٣٥) تربية المرأة والحجاب، ١٤
- (٣٦) تربية المرأة والحجاب، ٥٩
- (٣٤) تربية المرأة والحجاب، ١٠٥
- (٣٨) مجلة الأزهر المجلد السادس جز اول ص ٣٨٦ محرم ١٣٥٣ هـ
- (٣٩) مجلة الأزهر ٦: ٣٨٤ محرم ١٣٥٣ هـ
- (٥٠) مجلة الأزهر ٦: ٣٨٩ محرم ١٣٥٣ هـ
- (٥١) مجلة الأزهر ٩: ٥٢١-١٣٥٤ هـ
- (٥٢) مجلة الأزهر ٩: ٥٢٠-١٣٥٤ هـ
- (٥٣) مجلة الأزهر ٩: ٥١٢-١٣٥٤ هـ

